کیا کرنا ہے؟

صرف وہ کام جس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے ملتا ہے

1) مسجد میں نکاح : نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ:

"نکاح کا اعلان کرواور اسے مساجد میں منعقد کرو" (ترمذی)

حضرت فاطمہؓ کا نکاح بھی مسجد میں ہوا تھا، عیسائیوں کے ہاں آج بھی نکاح چرچ میں منعقد ہوتا ہے۔ نکاح کے موقع پر دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے مسجد سے بہتر مقام اور نماز کے وقت سے بہتر کوئی وقت نہیں ہوسکتا۔ پھر وقت کی پابندی بھی ہوجاتی ہے اور کئی گناہوں خرافات اور اخراجات سے بھی چھٹکارال جاتا ہے۔

جس طرح جمعہ اور عید کے مواقع پر عربی خطبہ کے ساتھ اردو میں تقریر کی جاتی ہے تا کہ آیات قرآنی اور احادیث کا مفہوم لوگوں کو سمجھ میں آسکے اسی طرح نکاح کے موقع پر خطبۂ نکاح میں پڑھی جانے والی آیات اور احادیث کا ترجمہ وتشریح اور نکاح سے متعلق ہدایات کی وضاحت کی بھی کوشش کرنی چاہیے تا کہ دولہا اور دلہن کو خصوصاً اور دیگر شرکائے تقریب کو عمومی اعتبار سے نصیحت کی جاسکے۔

2) مہر کی ادائیگی : مہر کی ادائیگی لڑکے کی ذمہ داری اور دلہن کو خوش آمدید کہنے کا ذریعہ ہے۔ اس حوالے سے ایک انتہا تو یہ ہے کہ شوہر پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ ڈالا جاتا ہے، بہت زیادہ رقم لکھوالی جاتی ہے اور اسے ناک اونچی کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے ہاں عزت کا معیار یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اختیار کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"جس نے کم وبیش کوئی مہر مقرر کیا مگر ادائیگی کی نیت نہ تھی تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک زانی کی حیثیت سے پیش ہوگا"

(معجم صغیر طبرانی)

اس لئے مہر شوہر کی حیثیت اور وسعت کے مطابق طے کرنا چاہیئے اور شوہر کو اس کی ادائیگی کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے کیونکہ مہر شوہر کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے جو معاف نہیں ہوتا۔ ہمارے معاشرے میں بیوی سے زبردستی مہر معاف کرایا جاتا ہے، اس سے یہ معاف نہیں ہوتا۔ دوسری طرف کبھی انتہائی کم مہر مقرر کیا جاتا ہے جس سے دلہن کا کوئی اکرام ظاہر ہی نہیں ہوتا جبکہ بے جا رسومات اور نافرمانی کے کاموں پر بے شمار دولت لٹائی جاتی ہے۔ یہ روش سراسر دلہن کی حق تلفی ہے۔

3) دعوت ولیمہ: کئی احادیث میں ولیمہ کی دعوت کی تلقین اور اس میں شرکت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اصلاً خوشی ہوتی بھی لڑکے ہی کے ہاں ہے کہ اس کا گھر آباد ہو رہا ہے۔ لڑکی والوں کے ہاں تو ایک درجہ میں غم کی کیفیت ہوتی ہے جس کا اظہار رخصتی کے موقع پر والدین اور بہن بھائیوں کی نمناک آنکھوں سے ہو رہا ہوتا ہے۔ تاہم ولیمہ میں بھی دکھاوے اور بے جا خرچ کے بجائے اپنی وسعت کے مطابق دعوت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ:

"سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو" (بیہقی)

وقت کی پابندی اسلام ہر معاملہ میں پابندیٔ وقت سکھاتا ہے۔ نماز بھی اسی کی تلقین کرتی ہے۔ مومن وقت کو اللہ کی نعمت سمجھتا ہے اور اسے ضائع کرنے کے بجائے بامقصد طور پر گزارتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اور (اہلِ ایمان) بے کار کاموں سے بچتے ہیں" (مومنون: 3)

شادی بیاہ کے موقع پر کہیں بارات، مہمانوں اور فوٹوگرافر کے انتظار اور کہیں فضول رسومات کی ادائیگی میں وقت کے ضیاع کی وجہ سے دینی و دنیوی معاملاتِ زندگی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ نیز تقریب کے لئے مقررہ وقت کی خلاف ورزی سے وعدہ خلافی کا گناہ علیحدہ ہوتا ہے۔

نکاح اور ولیمہ کا نماز کی ادائیگی کے ساتھ انعقاد وقت کی پابندی اور اس معاشرتی برائی کے خاتمہ میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

کیا نہیں کرنا؟

ہر وہ کام جس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے نہیں ملتا

1) ہندوانہ رسومات: نکاح کے موقع پر ہونے والی بے جا رسومات نے لوگوں کے لئے بے حد مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ منگنی، مہندی، مایوں، بری اور بارات جیسی ہندوانہ رسومات اور خرافات پر بے جا دولت خرچ کی جاتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"بے جا دولت خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں"

(بنی سرائیل: 27)

ان فضول خرچیوں سے چند امیروں کو تو اپنی دولت کی نمود و نمائش کا موقع مل جاتا ہے تاہم ان کی وجہ سے معاشرہ کی ایک عظیم اکثریت کے لئے نکاح کے مقدس فریضہ کی ادائیگی خصوصاً لڑکیوں کی شادی ایک بہت بڑا بوجھ بن چکی ہے جس کی وجہ سے لڑکی کے باپ، بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی زندگیاں قرض کے بوجھ تلے بسر ہوتی ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا ظلم اور المیہ ہے جس کی وجہ سے نکاح کے پاکیزہ بندھن سے حاصل ہونے والی عفت اور پاکیزگی کے بجائے بے حیائی، جنسی بے راہ روی اور زنا کے جذبات کو فروغ مل رہا ہے۔

2) احکامات شریعت کی خلاف ورزی: نکاح کے موقع پر موسیقی، فوٹوگرافی، ویڈیو فلم اور مخلوط محافل کا انعقاد اللہ اور رسول ﷺ کی کھلی نافرمانی ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا" (احزاب: 36)

- چراغاں، فائرنگ اور سجاوٹ پر خرچ کی جانے والی رقم بھی سراسر فضول خرچی اور اللہ کے دیئے ہوئے مال کی ناقدری اور ناشکری ہے۔
- آلات موسیقی کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"میں آلات موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں" (کنزالعمال)

- فوٹوگرافی اور ویڈیو فلم بھی بے جا خرچ اور فضول خرچی پر مبنی ہے۔

"قرآن کریم مرد اور عورت دونوں کو نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے"

(سورۃ نور: 30-31)

ایک شریف انسان تو کبھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی غیر مرد اس کی والدہ، بہن، بیوی اور بیٹی پر نگاہ بھی ڈالے، مگر ان تقاریب میں پوری بے باکی سے تصاویر اور ویڈیو فلم بنائی جاتی ہے، خواتین بے پردگی کی حالت میں سج دھج کر اس نافرمانی کے کام میں شریک ہوتی ہیں، پھر نہ جانے آئندہ بھی کتنی ہوس بھری نگاہیں ان تصاویر اور ویڈیو فلم کو دیکھتی ہیں جو سراسر شرم وحیا اور غیرت کے خلاف ہے۔

- نکاح کی تقاریب میں مخلوط محافل میں اسلام کے ستر اور حجاب یعنی پردہ کے احکامات کو پامال کیا جاتا ہے۔ قرآن نے تو صحابہ کرام ؓ تک کو ازواج مطہرات ؓ کے بارے میں حکم دیا:

"ان سے کچھ مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو" (احزاب: 53)

مقام افسوس ہے کہ نکاح تو سنت رسول ﷺ کی پیروی میں منعقد کیا جائے مگر اس کے ساتھ ساتھ نافرمانی کے کام بھی کئے جا رہے ہوں؟

3) لڑکی والوں کی طرف سے دعوت : جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا کہ کئی احادیث میں لڑکے کی طرف سے دعوت ولیمہ کی تلقین اور ترغیب دی گئی ہے تاہم لڑکی والوں کی جانب سے کسی دعوت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر یہ دعوت کسی قدر بھی اہم اور ضروری ہوتی تو احادیث میں دعوت ولیمہ کے ساتھ اس کا ذکر بھی ضرور ملتا۔

پھر گھر تو لڑکے کا آباد ہوتا ہے تو دعوت بھی اسی کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ نیز جس طرح شریعت نے عورت پر معاش کے حوالہ سے زندگی بھر کوئی ذمہ داری نہیں رکھی ہے اسی طرح لڑکی کی شادی کے حوالہ سے اخراجات اور نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے شوہر پر رکھی ہے اور لڑکی اور اس کے گھر والوں کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا ہے۔

4) جہیز: جہیز بھی ہندوانہ رسم ہے۔ ہندوؤں میں لڑکی کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، لڑکی کو رخصتی کے موقع پر کچھ مال واسباب دے دیا جاتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف عورت کو وراثت میں حصہ دیا بلکہ شوہر کو بیوی کا کفیل بنایا ہے لہذا لڑکی والوں پر کوئی بوجھ ہی نہیں رکھا گیا۔

مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہؓ کے سرپرست کی حیثیت سے جو بھی مختصر سامان حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی رقم سے خریدا گیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی بیٹی اور آپ کی دیگر صاحبزادیوں کے نکاح کے موقع پر کسی جہیز کا ذکر نہیں ملتا۔

جن ماں باپ نے پوری زندگی پال پوس کر لڑکی کو بڑا کیا پھر اسے ایک نئے خاندان کے حوالے کر رہے ہوں، اب مزید ان سے جہیز کا مطالبہ سراسر ظلم اور بےشرمی ہے۔ شوہر بیوی کا کفیل ہے، اگر وہ نکاح کے موقع پر جہیز کا مطالبہ کرے تو کیا توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ پوری زندگی اپنی بیوی کی ضروریات کو پورا کرے گا؟

5) تحائف اور سلامیاں: شادی کے موقع کو مخصوص کر کے تحائف اور سلامیوں کے تبادلہ نے ہمارے معاشرے میں ایک سنگین رسم اور قرض کی صورت اختیار کر لی ہے۔ کئی خاندانوں میں لوٹانے کی نیت سے آنے والے تحائف اور سلامیوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

عام حالات میں تحائف کے تبادلہ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے مگر جب اسے بطور رسم اپنا لیا جاتا ہے تو یہ ایک بوجھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے لہذا نکاح کے موقع پر تحائف اور سلامیوں کی رسم کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ لوگوں کو اس بوجھ سے نجات مل سکے۔

فضول رسومات اور اخراجات نے متوسط اور غریب گھرانوں کے لئے شادی کو رحمت کے بجائے زحمت بنا دیا ہے

خطبۂ نکاح میں پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ

"اے ایمان والو! اللہ کا تقوٰی اختیار کرو (یعنی اس کی نافرمانی سے بچو) جیسا کہ اس کا تقوٰی اختیار کرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرنا مگر حالتِ فرماں برداری میں۔" (آلِ عمران:102)

"اے لوگو! اپنے رب کا تقوٰی اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام) اس سے اس کا جوڑا (حضرت حوا علیہا السلام کو) بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد اور عورت پھیلا دیے اور اس اللہ کا تقوٰی اختیار کرو جس کا نام لے کر تم سوال کرتے ہو اور رحمی رشتہ داروں کا پاس رکھو بے شک اللہ تم پر نگران ہے" (النساء :1)

"اے ایمان والو! اللہ کا تقوٰی اختیار کرو اور سیدھی بات کہا کرو، وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ تعالٰی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گا تو بے شک وہ بڑی کامیابی پائے گا۔" (الاحزاب :70-71)

حاصلِ کلام

☆ ان آیات میں چار مرتبہ تقوٰی کا ذکر آیا ہے جس کے معنی ہیں اللہ تعالٰی کی نافرمانی سے بچنا۔ پوری زندگی خصوصاً گھریلو معاملات کی درستگی کے لئے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہوسکتی۔

☆ تمام نسلِ انسانی کا آغاز ایک جوڑے سے ہوا چنانچہ حسب نسب کی بنیاد پر کسی کو کسی پر کوئی بڑائی حاصل نہیں۔ رحمی رشتہ داروں (جن میں سسرالی رشتہ دار بھی شامل ہیں) سے صلۂ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ زبان کے درست استعمال کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ اکثر جھگڑوں کا آغاز زبان کے غلط استعمال ہی سے ہوتا ہے۔

☆ دنیا اور آخرت کی اصل کامیابی اور خوشگوار زندگی کا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت کی جائے۔

سب سے بڑی سنت رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی اور ایک ایک سنت ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ تاہم صرف نکاح کی سنت پر ہی اکتفا نہ کیا جائے۔ سنت کے تذکرہ کے وقت یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی اور مستقل سنت کیا ہے؟ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے:

"جس نے میری سنت سے منہ موڑ لیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں" (بخاری)

رسول کریم ﷺ کی 23 برس کی مستقل سنت کے دو گوشے

1. دعوتِ دین: انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے:

"اے نبی ﷺ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاتا ہوں" (یوسف: 108)

2. اقامتِ دین: انسانوں کو ظالمانہ نظام سے بچانے کے لئے:

"مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں" (الشوریٰ: 15)

ہمارے لئے سنت رسول ﷺ کی پیروی کے دو میدان

1. دعوتِ دین: انسانیت آج بھی ہدایت کی محتاج ہے لہذا خیر کی دعوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ہماری ذمہ داری ہے:

"اسی طرح سے ہم نے تمہیں درمیانی اُمت بنایا تاکہ تم گواہ بن جاؤ لوگوں پر اور رسول ﷺ گواہ بن جائیں تم پر" (البقرۃ: 143)

2. اقامتِ دین: اسلام کے عادلانہ نظام کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے انسانیت ظلم کا شکار ہے لہٰذا دین کو قائم کرنا ہماری ذمہ داری ہے:

"تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو" (آل عمران: 110)

"اور دین کو قائم کرو اور اس بارے میں تفرقہ میں نہ پڑو" (الشوریٰ: 13)

"تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے"

(سورۃ الاحزاب: آیت 21)

فرمان نبوی ﷺ **اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ**

نکاح میری سنت ہے (ابن ماجہ)

نکاح

نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے چنانچہ اسے سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ جس طرح نماز فجر کی دو سنتوں کے بجائے تین سنتوں کی ادائیگی سے نہ سنت ادا ہو سکتی ہے اور نہ سنت کی ادائیگی کا ثواب مل سکتا ہے، اسی طرح نکاح کی برکات اور فوائد کے حصول کے لئے اسے

سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے

آج ہمارے معاشرے میں نکاح کی سنت کی ادائیگی میں بے جا رسومات اور اخراجات کے اضافہ کی وجہ سے نہ صرف شریعت کے احکامات کی نافرمانی شامل ہو چکی ہے بلکہ لوگوں کی ایک عظیم اکثریت ایک بہت بڑے بوجھ تلے دب چکی ہے۔ اس ضمن میں محض وعظ و نصیحت کافی نہیں بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں طے کرنا ہوگا کہ:

☆ سنت سے ثابت کاموں کی پیروی کی جائے

☆ ہر اضافی تقریب اور رسم کو ترک کر دیا جائے